جہاد اور دہشت گردی - دو متضاد عمل

پروفیسر محمد اکرم مدنی'
گورنمنٹ کالج، جہلم

جہاد:

۹/۱۱ کے بعد مغربی میڈیا اپنے مخصوص اہداف و مقاصد کے حصول کیلئے ''جہاد'' اور ''دہشت گردی'' میں فرق نہیں کر رہا - اور ''نزلہ برعضو ضعیف ریزد'' کے مصداق دنیا میں جہاں کہیں ''دہشت گردی'' کی کوئی واردات ہوتی ہے' مورد الزام اہل اسلام کو قرار دیا جاتا ہے - جبکہ اسلام کا ''دہشت گردی'' سے دور کا بھی واسطہ نہیں - البتہ جہاد اسلام میں فرض اور عظیم عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور اسلام میں یہ دونوں بالکل متضاد عمل ہیں - آئندہ سطور میں اسی تضاد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے -

مفہوم (لغوی): جِہَادُ ' کا مادہ جَہَدَ اور جُہد ہے - جَہَدَ سے مراد ''بہت کوشش کرنا'' اور جَہدَ سے مراد ''پوری طاقت لگا دینا ہے - (۱) پس جہاد کے لغوی معنی ہوئے ''پوری طاقت کے ساتھ بھرپور کوشش''

اصطلاحی: اسلامی اصطلاح میں اپنی ذاتی اصلاح 'لوگوں کی اصلاح' دین کی سربلندی تقویت و حفاظت' دنیا میں ظلم و ستم کے خاتمے' دنیا میں عدل و انصاف کے قیام اور امنِ عامہ کے حصول کیلئے کی جانے والی ہر کوشش جہاد کہلاتی ہے - البتہ اس کا عام طور پر اطلاق اس جنگ پر ہوتا ہے جو دین کی تقویت' حفاظت' رضاء الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر لڑی جائے -

جہاد کی اقسام: قرآن پاک نے جہاد کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا ہے (i) مالی جہاد (ii) جانی جہاد - مالی جہاد کو ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے معنوں میں اور جانی جہاد کو عموماً ''قتال فی سبیل اللہ'' کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے - اس کی مزید اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

جانی جہاد کو مزید تین شاخوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - (۱) نفس کے خلاف جہاد (جسے جہاد اکبر کہا جاتا ہے) ۲- کفار کے خلاف جہاد (جہاد اصغر یعنی قتال) ۳- ظلم و ستم اور برائی کے خلاف جہاد (امنِ عامہ کا قیام) کفار سے جہاد مزید تین شعبوں میں منقسم ہے - (۱) دفاعی جہاد (۲) اقدامی جہاد (۳) عہد شکن اقوام اور منافقین کے خلاف جہاد - (تفصیلات درج ذیل نقشہ سے متشرح ہیں)

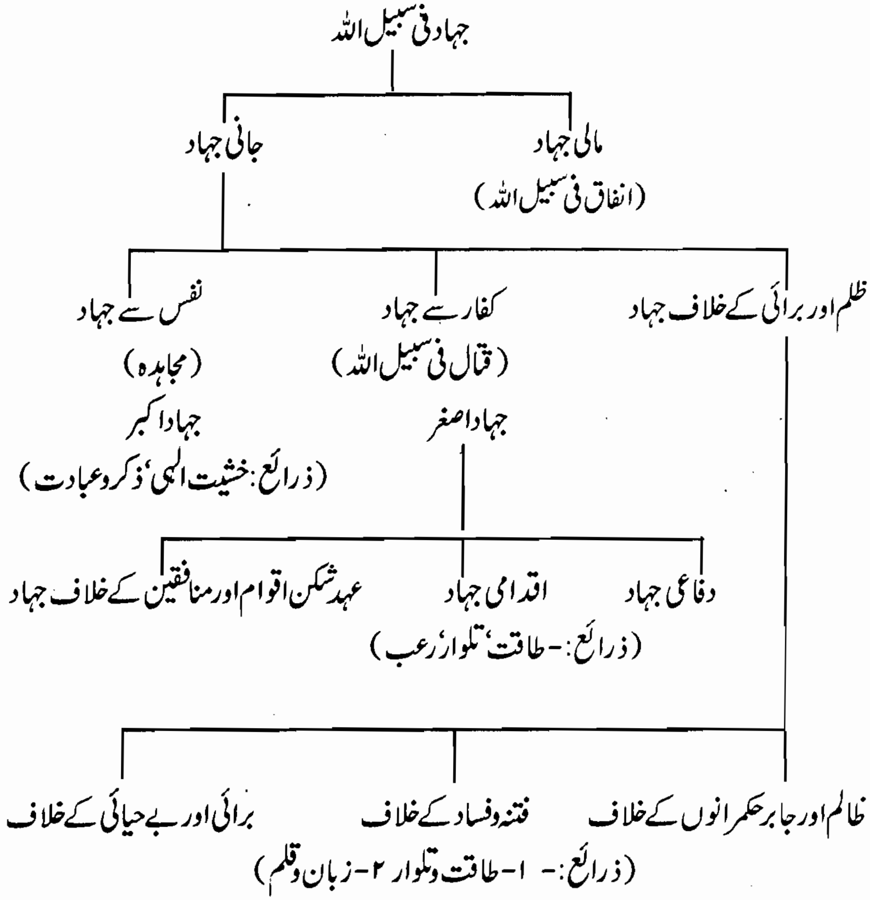

جہاد اصغر اور جہاد اکبر میں فرق

''جہاد اصغر'' کفار کے خلاف کیا جاتا ہے- اس کا مقصد اسلامی سلطنت کے اقتدار اعلیٰ' جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت' کفر و شرک کا خاتمہ اور امن عامہ کا قیام ہے- اس کی انتہا شہادت ہے جو اصل میں حیاتِ جاوداں ہے اور ''جہاد اکبر'' نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض کے خلاف ہوتا ہے- اس کا مقصد اصلاحِ باطن اور صلہ مشاہدہ حق اور جمال مطلق ہے- اس کی انتہا مقام صدیقیت ہے جو ولایت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے- اور صدیقین مرتبے میں شہداء سے افضل ہیں- اس سے ثابت ہوا کہ جہاد اکبر مرتبے میں بڑا ہے-

یہاں ایک لطیف نکتہ ہے- وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر صحابہؓ سے

ارشاد فرمایا "تمہیں مبارک ہو تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہو" (۲)

یہ وہ موقع تھا جب پورا جزیرہ عرب مسلمان ہو چکا تھا - مرکز عرب مکہ معظمہ پر غلبہ اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا - سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے قبل کیوں نہیں فرمائے تھے - صاف ظاہر ہے کہ صرف اس لئے کہ غلبہ اسلام مکمل نہ تھا - آپ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

۱- مسلمان کی ساری زندگی جہاد ہی ہے - جہاد اصغر ہو یا جہاد اکبر

۲- جب تک غلبہ اسلام مکمل نہ ہو جائے، کفار مغلوب نہ ہو جائیں اور اپنا سر اسلامی اقتدار اعلیٰ کے سامنے خم نہ کر دیں تب تک جہاد بالسیف فرض رہے گا -

۳- غلبہ اسلام کے بعد جہاد اکبر زیادہ اہم ہو جائے گا -

۴- جہاد اصغر و اکبر لازم و ملزوم ہیں بلکہ جہاد اصغر جہاد اکبر کی پناہ گاہ ہے -

شرعی حیثیت: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کتب علیکم القتال ط وھو کرہ لکم وعسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم" ط (سورۃ البقرۃ، آیت:۲۱۶)

(تم پر قتال فرض کر دیا گیا اور وہ تمہیں ناپسند ہے - ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

"(کتب) معناہ فرض ھذا ھو فرض الجھاد...... فکان القتال مع النبی ﷺ فرض عین علیھم فلما استقر الشرع صار علی الکفایۃ" (۳)

("کُتِبَ" کا مطلب ہے "فرض کر دیا گیا" اسی آیت سے جہاد فرض ہوا - اور نبی پاک ﷺ کے ساتھ قتال فرض عین تھا - پھر جب اللہ کا قانون نافذ ہو گیا تو قتال فرض کفایہ ہو گیا)

اسی آیت کریمہ کی تشریح میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

"ای قتال الکفار وھو فرض عین ان دخلوا بلادنا وفرض کفایۃ ان کانوا ببلادھم" (۴)

(اس سے مراد کفار سے لڑنا ہے اور وہ فرض عین ہے - اگر کافر ہمارے شہروں میں

داخل ہو جائیں اور فرض کفایہ ہے اگر وہ اپنے شہروں میں ہوں)

جہاد کی شرعی حیثیت کے بارے میں علامہ قدوریؒ رقم طراز ہیں:

''جہاد فرض کفایہ ہے بعض لوگ کر لیں تو سب سے ساقط ہو جائے گا ورنہ اس کے چھوڑنے سے سب گنہگار ہوں گے۔ کفار سے قتال واجب ہے اگرچہ وہ شروع نہ کریں۔ اگر بلادِ اسلامیہ پر دشمن حملہ کر دیں تو تمام مسلمانوں پر دفاع واجب ہوگا''(۵)

علامہ نسفیؒ کنز الدقائق میں ارشاد فرماتے ہیں:

''الجهاد فرض كفاية وفرض عين ان هجم العدو''(۶)

(جہاد (عام حالات میں) فرض کفایہ ہے اور اگر دشمن حملہ کر دیں تو فرض عین ہے)

مزید فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت تک قتال نہیں کرتے جب تک دعوتِ اسلام نہ دے لیں۔ اگر اسلام لائیں تو ٹھیک ورنہ جزیہ دیں۔ اگر جزیہ سے بھی انکار کریں تو پھر قتال ہوگا۔ جنگ میں عہد شکنی، خیانت، مثلہ، قتلِ عورت، غیر مکلّف کا قتل، بوڑھوں کا قتل۔ بچوں کا قتل اندھوں اور معذوروں کا قتل اور لڑائی سے پیچھے رہنے والوں کا قتل ممنوع ہے۔

جہاد کی شرعی حیثیت متعین کرتے ہوئے فتاویٰ عالمگیری یوں گوہر بار ہے:

''عام مشائخ کے نزدیک جہاد قبل نفیر کے فرض کفایہ اور بعد از نفیر فرض عین ہے۔ نفیر کے معنی ہیں کسی شہر کے لوگوں کو یہ یقینی خبر دی جائے کہ دشمن آ گیا جو تمہارے جان و مال و اہل اولاد کا قصد رکھتا ہے تو ہر اس شخص پر جہاد واجب ہوگا جسے اس کی قدرت ہے۔ پھر عام نفیر (عام حملہ) کے بعد تمام اہل اسلام پر شرقاً غرباً جہاد فرض عین نہیں ہو جاتا بلکہ صرف ان پر ہوتا ہے جو دشمن کے قریب ہوں اور جو دور ہیں ان پر فرض کفایہ۔ اگر قریب والے سستی کریں تو دور والوں پر فرض عین ہو جائے گا۔ امیر لشکر امام المسلمین مقرر کرے گا اور میر لشکر کی اطاعت پورے لشکر پر واجب ہوگی۔ خواہ امیر فاسق ہو یا متقی۔ (۷)

دین کے معاملے میں مسلمانوں کی مدد کرنا واجب ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

''وان استنصروكم في الدين فعليكم النصر''(سورۃ انفال آیت:۷۲)

(اگر دین کے معاملے میں مسلمان تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا واجب ہے)

صحت جہاد کی شرائط: یہ وہ شرائط ہیں جن کے بغیر جہاد درست نہیں ہوتا۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- اسلام: ایمان واسلام کے بغیر کسی جہادی کاروائی پر اجر وثواب نہیں ملتا-

۲- خلوص اور للّٰہیت: اگر جہاد سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو بلکہ کوئی اور مقصد پیش نظر ہو تو جہاد فساد بن جاتا ہے اور سخت عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے-

۳- امام المسلمین کی اجازت: امام المسلمین (سلطانِ اسلام) کی اجازت کے بغیر جہاد بالسیف (قتال) کی کوئی کاروائی جائز نہیں ہے- اس کا واضح ثبوت ''سریہ عبداللہ بن جحشؓ'' ہے جس کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے-

رجب المرجب ۲ھ کو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو ۱۲ آدمیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ قریش کے کاروان تجارت کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے کیلئے نخلہ کی طرف بھیجا- اتفاق سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ جو شام سے واپس آرہا تھا وہ حضرت عبداللہؓ کو مل گیا- حضرت عبد اللہؓ نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ان کا ایک بندہ مارا گیا- دو گرفتار ہو گئے اور مالِ غنیمت بھی ہاتھ آ گیا- جب حضرت عبداللہؓ قیدیوں اور مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ پہنچے تو رسول پاک ﷺ نے اس فعل کو ناپسند کیا اور ارشاد فرمایا ''میں نے تمہیں جنگ کی اجازت نہیں دی تھی'' آپ ﷺ نے مال غنیمت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ عمل سب صحابہ کو برا لگا- (۸)

یہ واقعہ بخاری شریف کتاب المغازی- تاریخ طبری ص ۱۲۷۵ اور سیرۃ ابن ھشام ۱:۲۴۴ میں بھی مرقوم ہے-

یہ واقعہ اس حقیقت سے نقاب کشائی کر رہا ہے کہ سلطانِ اسلام کی اجازت کے بغیر جہاد وقتال درست نہیں ہے- اگر چہ یہ کاروائی کرنے والا کوئی صحابی اور رسول پاک ﷺ کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو- یہاں اپنی صوابدید استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے- امام المسلمین کی اجازت عرفی نہیں بلکہ واضح ہونا ضروری ہے-

<u>جہاد کے مقاصد:</u> جہاد ایک عبادت ہے- اس کا مقصد ان تو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہے- قرآن وسنت میں اس کے دیگر مقاصد بھی بہت واضح ہیں- ان کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

<u>۱- انسداد فتنہ:</u> اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

''وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله'' (سورۃ البقرہ:۱۹۳)

(اور ان کفار سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین صرف اللہ کا ہو جائے)

علامہ قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''ای کفر'' الفتنة هناك الشرك - وماتابعه من اذى المومنين-

واصل الفتنۃ الاختبار والامتحان"(۹)

(ان سے لڑو یعنی کفار سے- فتنے سے مراد شرک اور اس کے پیروکار ہیں جو مومنوں کو تکلیف دیتے ہیں- اور فتنے کا اصل مطلب جانچنا' پرکھنا' آزمائش اور امتحان ہے)

علامہ اسماعیل حقیؒ فتنے کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فتنہ سے مراد شرک ہے- یہ حکم دیا گیا ہے کہ "مشرکین سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور دین خالص اللہ کا نہ ہو جائے اور اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ رہے"(۱۰)

دوسرے مقام پر کہتے ہیں

"فتنے سے مراد مسلمانوں کا گھروں سے اخراج' شرک اور لوگوں کو اسلام سے روکنا ہے"(۱۱)

ویسے فتنے کا لغوی مطلب "سونے کو آگ میں جھونکنا ہے تاکہ وہ ملاوٹ سے پاک ہو جائے- یہ لفظ امتحان اور آزمائش کیلئے استعمال ہوتا ہے-

علامہ آلوسیؒ فتنے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمراد من الفتنۃ الشرک"(۱۲)(فتنہ سے مراد شرک (اور مشرکین) ہے-)

فتنہ قتل سے اشد اور اکبر ہے: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

"والفتنۃ اکبر من القتل- ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا"(سورہ البقرۃ آیت:۲۱۷)

(فتنہ قتل سے بڑا گناہ ہے- وہ کفار ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے)

۲- **اسلامی حکومت وسلطنت کا دفاع:**

جہاد کا دوسرا مقصد اسلامی حکومت وسلطنت کا دفاع ہے (غزوہ بدر' احد اور احزاب ریاستِ مدینہ کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور اقتدار اعلیٰ کے تحفظ کیلئے لڑے گئے)

۳- **غلبہ اسلام کیلئے:**

جہاد کا تیسرا مقصد اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کیا جا سکے اور انسانیت اس کی برکت سے امن پائے (غزوہ فتح مکہ اسی مقصد کے لئے تھا)

۴-   **شوکتِ اسلام کا اظہار:**

اسلام کی طاقت اور شہرت کے اظہار کیلئے بھی جہاد کیا جا سکتا ہے (غزوہ تبوک اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے)

۵-   **کفر کا خاتمہ:**

کفر و شرک کے خاتمے کیلئے جہاد کبھی فرض عین اور کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے- اس کی تفصیل "حتی لا تکون فتنۃ" کے تحت گزر چکی ہے)

۶-   **ظلم کا خاتمہ:**

کفر و شرک بھی ظلم عظیم ہے- لیکن بعض اوقات ظلم اسلامی حکمرانوں اور جابر بادشاہوں کی قلمرو میں بھی شروع ہو جاتا ہے- اس کا خاتمہ بھی جہاد کا مقصد ہے-

ان سارے مقاصد کا نچوڑ خدا پرستی کا فروغ' اقامت دین' تبلیغ اسلام' جارحیت کا جواب' مظلوم کی حمایت اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہے-

جہاد قیامت تک جاری رہے گا:

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جہاد ایک مسلسل اور دائمی عمل ہے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا- حدیث مبارکہ ہے:

(۱) "قال رسول اللہ ﷺ لن یبرح ھذا الدین قائماً یقاتل علیہ عصابۃ من المسلمین حتی تقوم الساعۃ" (۱۳)

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا- اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی حتی کہ قیامت قائم ہو جائے)

یہ حدیث مبارکہ اس حقیقت کی نقاب کشائی کر رہی ہے کہ جہاد ایک دائمی عبادت و فریضہ ہے- قیامت تک جاری رہے گا- کبھی منسوخ نہ ہوگا- جو اسے منسوخ مانے' وہ ایمان سے خارج ہوگا- رسول اللہ ﷺ نے دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

(۲) "لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناداھم حتی یقاتل اخرھم المسیح الدجال" (۱۴)

(میری امت کا ایک گروہ حق پر جہاد کرتا رہے گا- ان پر غالب رہے گا جو ان سے دشمنی رکھے- حتی کہ اس امت کے آخری لوگ مسیح الدجال سے قتال کریں گے)

رسول اللہ ﷺ کا بہت ہی مشہور ارشاد ہے:

(۳)''الجہاد ماض الی یوم القیامۃ''(جہاد قیامت تک جاری رہے گا)
مذکورہ بالا تینوں احادیث مبارکہ واضح کررہی ہیں کہ جہاد بالسیف (قتال) قیامت تک جاری رہے گا- یہ مسلمانوں کی ضرورت رہے گا کیونکہ اہل باطلل ہمیشہ اہل حق پر یورش کرتے رہیں گے-

جہاد فی سبیل اللہ کی پہچان:

جہاد فی سبیل اللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کے دین کو غالب کرنے کی خاطر) کیلئے ہوگا- اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا مقصد جہاد کو بے اجر وثواب کرے گا- حدیث پاک میں وارد ہے:

> ''حضرت موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی پاکﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا- یارسول اللہﷺ! ایک شخص غنیمت کیلئے جہاد کرتا ہے- دوسرا اپنے نام نمود وشہرت کیلئے اور تیسرا اپنی شجاعت کا درجہ دکھانے کیلئے تو اللہ کی راہ میں مجاہد کون ہوگا؟ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا صرف وہ شخص جس کا مقصد اللہ کے کلمے کو بلند کرنا تھا''(۱۵)

اب آئیے لفظ دہشت گردی کی طرف، اس کی وضاحت اور عنداللہ اس کی حیثیت ملاحظہ فرمائیے-

دہشت گردی:

دہشت گردی فارسی زبان کے دوالفاظ ''دہشت'' اور ''گردی'' کا مرکب ہے- گردی تو مصدر گردیدن سے بنا ہوا ہے جس کا مطلب ہے پلٹنا، ہونا، پھیلانا وغیرہ- جبکہ لفظ دہشت مندرجہ ذیل معانی پر محیط ہے:

دہشت کا لفظی مطلب خوف، حیرت اور پریشانی ہے-(۱۶)

فارسی انگریزی لغات میں اس کے مندرجہ ذیل مفاہیم بیان کیے گئے ہیں:

(i) Amazement (ii) Wonder (iii) Strangeness
(iv) Fear (v) Terror(17)

اردو زبان میں ان الفاظ کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

(i) حیرانگی- انتشار (ii) حیرت (iii) عجب
(iv) خوف (v) انتہائی ڈر، خطرہ، خوف وہراس وغیرہ

ان تمام معانی پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو عربی زبان میں دہشت گردی کا مختصر اور جامع

مطلب ''فَسَدَ اور فَسَادُ'' ہے-فسد کا لفظی مطلب خراب کرنا' بگاڑنا' توازن ختم کرنا' ظلم وتعدی سے کام لینا اور امن کو تباہ و برباد کرنا ہے-لہذا آئندہ صفحات میں لفظ دہشت گردی کا مترادف لفظ فساد استعمال کیا جائے گا-

فساد کی حرمت:

قرآن پاک لفظ ''فساد'' کو اصلاح کی ضد میں استعمال کرتا ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں جو معاشرتی امن کو تباہ کریں' یا انسانوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کریں یا انہیں ظلم وزیادتی کا نشانہ بنائیں ''فساد'' کے زمرے میں لاتا ہے-مزید یہ کہ قرآن پاک فساد کی مذمت کرتا اور اس پر عذاب عظیم اور عذاب شدید کی وعید سناتا ہے-چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں:

(۱)''ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها''(سورۃ الاعراف:۵۶)
(اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو)

(۲)''ولا تبغ الفساد في الارض ؕ ان اللّٰہ لا یحب المفسدین''٥
(سورۃ قصص:۷۷)

(اور زمین میں فساد پھیلانے کی خواہش نہ کر-بے شک اللہ تعالی فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)

(۳)''من قتل نفسا بغیر نفس او فساد في الارض فکانما قتل الناس جمیعاً''(سورمائدہ:۳۲)

(جس نے کسی جان کو بغیر بدلہ جان کے قتل کر دیا یا زمین میں فساد پھیلانے کی خاطر' گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا)

(۴)''انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسوله ویسعون في الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض ذلك لهم خزي في الدنیا ولهم في الاخرة عذاب عظیم''(سورۃ مائدہ:۳۳)

(ان لوگوں کی سزا' جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں' یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا انہیں پھانسی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا انہیں ملک بدر کر دیا جائے-یہ ان کی رسوائی تو دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کیلئے بہت

بڑا عذاب ہے)

اس کے علاوہ قرآن پاک نے متعدد مقامات پر یہ اعلان فرمایا ہے(۱)''واللہ لا یحب الفساد''(اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا)(۲)''واللہ لا یحب المفسدین''(اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)(۳)''ولا تعثوا فی الارض مفسدین''(اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ)وغیرہ

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے فساد کے بارے میں مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱- زمین میں فساد کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے-

۲- ازراہ فساد ایک انسانی جان کا قتل تمام انسانیت کا قتل ہے-ایک قتل کی سزا ابدی جہنم ہے تو پوری انسانیت کے قتل کی سزا کتنی ہوگی؟اللہ کی پناہ-

۳- زمین میں فساد پھیلانے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتا ہے کیونکہ وہ امن چاہتے ہیں اور یہ فساد بگاڑ چاہتا ہے-اس جنگ میں کون جیتے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا-اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں-

۴- مفسد کو دنیا میں رسوائی ملے گی-اور

۵- آخرت میں بہت بڑا عذاب

فساد کے محرکات

انسان فساد پہ کیوں آمادہ ہوتا ہے؟اس کے مندرجہ ذیل محرکات ہیں:

۱-جبلتِ انسانیہ: انسان چونکہ عناصر اربعہ مٹی آگ پانی اور ہوا سے بنا ہوا ہے-مٹی کے سوا باقی تینوں عناصر میں علو اور تعدی پائی جاتی ہے-اس لیے انسان بہت جلد فساد کی طرف مائل ہو جاتا ہے-فرشتوں نے انسان کی پیدائش پر اسی لیے عرض کیا تھا''اے ہمارے رب!ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا''(سورۃ البقرہ:۳۰)

۲-احساس برتری: فساد کا بڑا محرک احساس برتری ہے-اسی احساس نے شیطان کو حضرت آدمؑ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے روکا اور اسے ہمیشہ کے لیے لعین بنا دیا-اسی لیے اسلام نے عاجزی اور انکساری کا حکم دیا اور اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم دیا تاکہ انسان اپنی حقیقت سمجھے اور احساس برتری میں نہ پڑے-

۳-تفاخر: فساد کا ایک محرم تفاخر ہے-فخر چاہنا' اللہ تعالیٰ نے تفاخر و تکبر کو ناپسند کیا ہے-قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے''ان اللہ لا یحب کل مختال فخورٍ''(بے شک اللہ تعالیٰ شیخی بگارنے اور فخر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا''

۴- چودھراہٹ: کچھ لوگ محض اس لیے فساد کرتے ہیں کہ ان کی چودھراہٹ قائم رہے- اوران کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہو- اگر کوئی کرے تو بزور بازو اسے روک دیا جائے-

۵- ذاتی دبدبہ اور رعب کی خواہش: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ظلم وفساد کی وجہ سے لوگ ڈرے رہیں گے- ان کا رعب ودبدبہ ہوگا- ہر طرف ان کی طاقت وشوکت کے چرچے ہوں گے- حقیقت میں یہ لوگ اپنے لیے نفرتوں کے بیج بوتے اور وقتِ مقررہ پر اس فصل کو کاٹ لیتے ہیں-

اسلام نے ان تمام محرکات کو ختم کرنے کے لیے واضح تعلیمات دی ہیں- رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا "تمہارا خون، مال اور عزت اسی طرح ایک دوسرے پر حرام ہے جیسے آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر مکہ معظمہ" دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا "فتنہ سویا ہوتا ہے جس نے اسے جگایا اس پر اللہ کی لعنت" قرآن پاک نے جگہ جگہ اللہ کے عذاب سے ڈرا کر فتنہ وفساد سے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے-

ماخوذ نتائج

مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں آپ اس نتیجے پر پہنچ گئے ہوں گے کہ جہاد اور دہشت گردی دو متضاد عمل ہیں- ان میں ایک قدر بھی مشترک نہیں- ذیل میں ایک تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

جہاد	فساد (دہشت گردی)
۱- جہاد کبھی فرض عین اور کبھی فرض کفایہ ہے-	فساد ہمیشہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے-
۲- جہاد ایک عبادت ہے-	فساد ایک ملامت ہے-
۳- جہاد کا مقصد اللہ کی رضا ہے-	فساد کا مقصد ذاتی تفاخر اور اعلاء ہے-
۴- جہاد کا مطلوب انسداد فتنہ ہے-	فساد کا مطلوب احیاء فتنہ ہے-
۵- جہاد کا مقصود امن معاشرہ ہے-	فساد کا مقصود بگاڑ معاشرہ ہے-
۶- جہاد طاغوتی قوتوں کو کچلنے کے لیے ہے-	فساد طاغوتی قوتوں کو تقویت دینے کے لیے ہے-
۷- جہاد ظالم کا ہاتھ روکتا اور مظلوم کو پناہ دیتا ہے-	فساد ظلم کی حوصلہ افزائی کرتا اور مظلوم کو ستم کی چکی میں پیستا ہے-
۸- جہاد انسانیت کا نجات دہندہ ہے-	فساد انسانیت کا تباہ کنندہ ہے-
۹- جہاد کی قیادت امام المسلمین یا اس کا مقرر کردہ امیر کرسکتا ہے-	فساد کی قیادت ابلیس اور اس کے جنود کرتے ہیں-

۱۰-جہاد کا صلہ غازیت' شہادت' غنیمت' نجات اور جنت کے اعلیٰ درجات ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ومن يقاتل في سبيل الله فيقتل اويغلب فسوف نؤتيه اجراً عظيماO' (سورۃ النساء:۴:۷۴)-	فساد کا صلہ اللہ کی لعنت' عذاب اور دوزخ کے اسفل درکات ہیں-
۱۱-جہاد کفار کو دعوتِ اسلام دینے سے قبل جائز نہیں-	فساد کسی وقت بھی محوِ عمل ہوسکتا ہے-
۱۲-جہاد میں صف بندی کرنے والے مجاہدین اللہ کے محبوب ہوتے ہیں	فساد برپا کرنے والے اللہ کے مغضوب اور اللہ سے جنگ کرنے والے ہوتے ہیں
۱۳-جہاد ایسی تجارت ہے جو عذاب الیم سے نجات دیتی ہے-فرمان الٰہی ہے: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے-وہ یہ کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو-یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو-وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور پاکیزہ گھر ہوں گے جنت عدن میں-یہ بڑی کامیابی ہے-اور ایک دوسری چیز جسے تم پسند کرتے ہو اللہ کی مدد اور جلدی فتح اور آپ اہل ایمان کو خوشخبری سنا دیجیے (سورۃ الصّف:۱۲-۱۳)	فساد ایسی لعنت ہے جو مفسد کو عذاب عظیم سے دوچار کرتی ہے-

حوالہ جات

۱۔ المنجد'۱:۲۷۲-دارالاشاعت کراچی' جولائی ۱۹۷۵ء

۲۔ علامہ سلیمان ندویؒ' سیرۃ النبی ﷺ ۵:۲۱۲' دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۵ء

۳۔ ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری' القرطبی' الجامع لاحکام القرآن ۳:۳۸' دارالکتب' مصر

۴۔ علامہ سید محمود آلوسی' بغدادیؒ' تفسیر روح المعانی' ۲:۱۰۶' مکتبہ امدادیہ' ملتان-

۵۔ علامہ احمد بن محمد بغدادی حنفی قدوریؒ-القدوری' ص ۲۴۸' مکتبہ خیر کثیر آرام باغ کراچی

۶۔ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ کنز الدقائق ۱:۱۹۹-المصباح اردو بازار' لاہور

۷۔ فتاوی عالمگیری' کتاب السیر' ۳:۳۳۴' حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل اردو بازار' لاہور

۸۔ شاہ معین الدین ندویؒ' تاریخ اسلام' ۱:۵۶' علم وعرفان پبلیشکیشنز' لاہور' ۲۰۰۳ء

۹۔ ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ' الجامع لاحکام القرآن ۱:۲۳۶

۱۰۔ علامہ الشیخ اسماعیل حقیؒ' تفسیر روح البیان ۱:۳۰۷-۱:۳۳۵' مکتبہ اسلامیہ کانسی روڈ شالدرہ' کوئٹہ پاکستان ۱۹۸۵ء

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ تفسیر روح المعانی' ۲:۶۷' مکتبہ امدادیہ ملتان

۱۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیریؒ صحیح مسلم شریف' ۵:۱۸۳-خالد احسان پبلشرز لاہور ۱۹۸۱ء

۱۴۔ مشکوۃ شریف بحوالہ ابوداؤد ۵:۴۳۱

۱۵۔ محمد بن اسماعیل بخاریؒ' الجامع الصحیح' ۲:۶۵' فرید بکڈپو' مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی

۱۶۔ لغات کشوری ۱:۷' سنگ میل پبلیکشنز' لاہور ۲۰۰۳ء

۱۷۔ F.Steingass-Persian English Dictionary page 549. Sange Meel Publications Lahore 1981 A.D.